170606- غصہ کی حالت میں طلاق دینا اور طلاق پر گواہ مقرر کرنا

سوال

میں نے نیا نیا اسلام قبول کیا اور اسی طرح نیا اسلام قبول کرنے والی عورت سے شادی کی ہے ، ہماری شادی کو تین ماہ ہوئے ہیں ، اسلام قبول کرنے سے قبل بھی ہم اکٹھے تھے ، بعض اوقات ہمارے درمیان اختلافات اس قدر ہوجاتے ہیں کہ شدت غضب کی بنا پر ہم ایسے کلمات کہہ جاتے ہیں جن کا ارادہ تک نہیں ہوتا.

بعض اوقات شدت غضب میں اپنی بیوی کو طلاق کے الفاظ بھی کہتا لیکن میرا ارادہ نہیں ہوتا تھا ، بعد میں مجھے علم ہوا کہ اگر یہ تین بار کہہ دیا جائے تو طلاق ہوجاتی ہے مجھے یہ علم ہے کہ اگر تین بار طلاق کے الفاظ بولے جائیں تو یہ ایک طلاق شمار ہوتی ہے.

لیکن لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو چھوڑ دوں اور وہ کسی اور شخص سے شادی کرے اور وہ شخص اس سے جماع کر کے اسے طلاق دے یا پھر مر جائے تو ہم دوبارہ شادی کر سکتے ہیں ، لیکن ہم اسے غیر اسلامی فعل سمجھتے ہیں برائے مہربانی آپ اس مسئلہ کی کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت کریں.

میں نے سورۃ الطلاق میں پڑھا ہے کہ طلاق میں دو گواہ ہونے چاہییں اور رجوع میں بھی ، اور ابو داود کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ؟

میں نے جتنی بار بھی طلاق کے الفاظ کہے میری طلاق مراد نہ تھی اور پھر میں غصہ کی حالت میں تھا میں حلال طریقہ سے ایک مسلمان خاندان بنا کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں. اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

اول :

حالت غضب میں دی گئی طلاق :

اگر طلاق دینے والے شخص کا غصہ اور غضب اس حد تک پہنچ جائے کہ اسے سمجھ ہی نہ آئے وہ کہہ کیا رہا ہے یا پھر غصہ اتنا شدید ہو جو اسے طلاق دینے پر ابھارے کہ اگر غصہ نہ ہوتا تو وہ طلاق نہ دیتا تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی ، اس کی تفصیل سوال نمبر (45174) کے جواب میں بیان ہو چکی ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

دوم :

ایک ہی مجلس میں تین طلاق کے متعلق فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے ، لیکن راجح یہی ہے کہ اس سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے ، چاہے ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دی جائے مثلا تجھے تین طلاق ، یا پھر تین علیحدہ علیحدہ کلمات مثلا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق کے الفاظ بولے جائیں اور اسی طرح اگر کوئی شخص طلاق دے اور دوران عدت رجوع کرنے سے قبل ہی دوبارہ طلاق دے تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی ; کیونکہ طلاق تو عقد نکاح یا پھر رجوع کرنے کے بعد ہوتی ہے.

مزید آپ سوال نمبر (96194) کے جواب کا مطالعہ کریں.

سوم :

نہ توطلاق میں گواہ بنانے کی شرط ہے اورنہ ہی گواہ بنانا واجب اورضروری، اس لیے جس شخص نے بھی طلاق کے الفاظ بولے اس کی طلاق واقع ہوجائیگی، چاہے بیوی پاس موجود نہ بھی ہو، یا پھراس کے پاس کوئی اور شخص نہ بھی ہواوروہ اکیلاہی طلاق دے دے توطلاق واقع ہوجائیگی.

اوراسی طرح اگرکسی شخص نے خط یا کاغذ میں طلاق دینے کی نیت سے طلاق لکھی توطلاق واقع ہوجائیگی.

طلاق میں گواہ بنانے کی عدم شرط پراجماع بیان کیا گیا ہے.

امام شوکانی رحمہ اللہ رجوع میں گواہ بنانے کے مسئلہ پر کہتے ہیں :

"گواہ بنانے کے عدم وجوب کے دلائل میں یہ شامل ہے کہ : طلاق میں گواہ بنانے کی عدم شرط پراجماع ثابت ہے، جیسا کہ امام الموزعی نے "تیسیر البیان" میں بیان کیا ہے، اوررجوع اس کا قرینہ ہے، اس لیے اس میں بھی گواہ بنانا واجب نہیں جس طرح اس میں واجب نہیں ہے" انتہی

دیکھیں : نیل الاوطار (300/6).

اللہ سبحانہ وتعالی نے طلاق اوررجوع میں گواہ بنانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے :

.{اور جب وہ (عورتیں) اپنی عدت کو پہنچ جائیں یا توانہیں اچھے طریقہ سے روک لو یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑدو، اوراپنے میں عدل وانصاف والوں کوگواہ بناؤ}.الطلاق (2).

جمہور فقہاء کرام کے ہاں یہاں حکم مندوب اور مستحب کے معنی میں ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (11798) کے جواب مطالعہ کریں.

ابوداود رحمہ اللہ نے سنن ابوداود میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ :

"عمران بن حصین سے ایسے شخص کے بارہ میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھراس نے اپنی بیوی سے ہم بستری بھی کرلی لیکن اس نے طلاق اور رجوع کرنے پر کوئی گواہ نہیں بنائے تھے.

توعمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا :

" تونے طلاق بھی سنت طریقہ کے بغیر دی اوررجوع بھی سنت کے طریقہ کے بغیر کیا، تم طلاق پر بھی گواہ بناؤاوررجوع کرنے پر بھی گواہ بناؤ، اورآئندہ ایسا مت کرنا"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2188) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اوراسے گواہ بنانے کے مستحب ہونے پر بھی محمول کیا جائیگا.

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کا قول : "اسے طلاق دینے اوراس سے رجوع کرنے پر گواہ بناؤاورآئندہ ایسا مت کرنا"

اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طلاق دینے اور رجوع کر لینے کے کچھ عرصہ بعد بھی گواہ بنائے جاسکتے ہیں، اسی لیے انہوں نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ اس پر گواہ بنائے حالانکہ یہ دونوں کام یعنی طلاق اور رجوع تو پہلے ہی ہو چکے تھے.

شیخ عبد المحسن عباد حفظہ اللہ کہتے ہیں :

" یہ اس کی دلیل ہے کہ گواہ بنانے کا تدارک کیا جاسکتا ہے طلاق اور رجوع کے وقت ہی گواہ بنانا لازم نہیں، بلکہ طلاق دینے کے بعد بھی گواہ بنائے جاسکتے ہیں، اور پھر رجوع کر لینے کے بعد گواہ بنانا صحیح ہے.

اور جماع و ہم بستری کرنے سے بھی رجوع ہو سکتا ہے کیونکہ دوران عدت آدمی کا اپنی مطلقہ بیوی سے ہم بستری کرنا اس سے رجوع کہلاتا ہے، اور رجوع الفاظ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، لیکن گواہ بنانا مطلوب ہے کہ اس پر گواہ بنائے جائیں تا کہ رجوع کرنے سے طلاق ختم ہونے کا علم ہو جائے، اور اسی طرح طلاق میں بھی " انتہی

ماخوذ از : شرح سنن ابو داود.

حاصل یہ ہوا کہ : شدید غصہ کی حالت میں آپ کی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ایک ہی بار تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوگی، اور طلاق کے لیے گواہ بنانا شرط نہیں اور نہ ہی رجوع میں گواہ بنانا شرط ہے.

اس کے ساتھ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ طلاق کے الفاظ ادا کرنے سے بالکل اجتناب اور احتراز کریں.

واللہ اعلم.